THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

تار کا پتہ الفضل قادیان پنجاب

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا۔

نمبر ۶۸ | مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۲۴ء | یوم شنبہ | مطابق ۲۲ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی صحت کے متعلق ڈاکٹری رپورٹ درج ذیل ہے:۔

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔ کھانسی میں کمی ہے۔ اور سینہ اور لات کی درد میں بھی افاقہ ہے۔ مگر ابھی حرارت ہوتی ہے

۱۶ دسمبر کو ۲ر۹۹ تھی

۱۷ دسمبر آج بھی طبیعت کل جیسی ہے۔ حضرت سیر کو تشریف لے جاتے ہیں۔ خاکسار حشمت اللہ ۲۴/۱۲/۱۷

جناب حافظ روشن علی صاحب اور پیر سراج الحق صاحب جو کچھ عرصہ سے اپنے وطن تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ واپس قادیان تشریف لے آئے

لنگر خانہ کی عمارت زیر نگرانی جناب مرزا نصر اللہ خان صاحب سبب اور سیر و سیع کی جارہی ہے۔

جلسہ سالانہ کے مہمان آنے شروع ہو گئے ہیں ؎

سیدہ امۃ الحی صاحبہ رضی اللہ عنہا کی آخری گھڑیاں

عزیز مکرم مولوی عبد الوہاب عمر صاحب قابل شکر گذاری ہیں کہ انہوں نے حضرت امۃ الحی صاحبہ کی آخری گھڑیوں کی بات چیت لکھ کر بھیجی ہے۔ قدرتی طور پر مرنے والے کے آخری الفاظ ایک قابل قدر یاد گار ہوتے ہیں لیکن جو الفاظ انسان کے ایمان اور تعلق باللہ کے لئے ایک بہترین محرک ہوں وہ ایک غیر فانی یادگار ہو سکتے ہیں اسلئے میں اس کلام کو درج ذیل کرتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتی ہوں۔ میں خدا کے مسیح پر ایمان رکھتی ہوں۔ اور میرا ایمان اسی قسم کا ہے جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح کا ہے۔ میں حضرت مسیح موعود کے خلفاء پر ایمان رکھتی ہوں۔

جس وقت آپ نے اپنے ان عقائد کا اظہار کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح سرہانے کی طرف تشریف فرما تھے۔ چونکہ آپ کا چہرہ نظر نہ آتا تھا گھبرا کر بولیں:۔

مجھے آپ کا چہرہ نظر نہیں آتا میرے سامنے ہو جائیے

اور خاکسار (عبد الوہاب) سے کہا کہ لیمپ سامنے لاؤ۔ چہرہ اچھی طرح نظر نہیں آتا۔ میں لیمپ لے آیا اور دیر تک حضرت کے روئے انور پر ٹکٹکی لگائے لیٹی رہیں۔ پھر حضرت والدہ صاحبہ سے مخاطب ہوئیں۔ اور کہا۔ کہ میں آج تک حتی المقدور آپ کی فرمانبردار رہی۔ مگر افسوس اسوقت مجبور ہوں (والدہ صاحبہ نے کہا تھا کہ امۃ الحی بیٹھ کر میرے گلے ملو۔ اسکی طرف اشارہ تھا) پھر حضرت اُم المؤمنین سے دعائے مغفرت کی درخواست کی۔ پھر ہم تینوں بھائیوں سے مخاطب ہوئیں اور بلند آواز سے کہا۔ عبد السلام السلام علیکم۔ عبد الوہاب السلام علیکم عبد المنان السلام علیکم۔ پھر جناب نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو بلایا اور سلام کہا۔ اور یوں مخاطب ہوئیں ؎

میرے اور آپ کے تعلقات خاص تھے۔ اور ہمیشہ اچھے رہے۔ آپ ہمیشہ میرے لئے دعا کرتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے۔

پھر دیر تک اونچی آواز سے اپنے مولا کو یاد کرتی رہیں۔ بار بار کلمہ پڑھتی تھیں۔ اور عقائد اسلام کا نام لیکر اقرار باللسان کرتی رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح سے مخاطب ہو کر کہا کہ:۔

میرے تمام احمدی بھائیوں کو میرا السلام علیکم پہنچا دیں۔

رات کے آخری حصہ میں تھوڑی دیر کے لئے حضرت کی آنکھ لگ گئی تو اس وقت ذرا بھی آہٹ ہوتی۔ تو بے تاب ہو جاتیں۔ اور چپ کرائیں کہ تمہیں پتہ نہیں میاں سوئے ہوئے ہیں۔

یہ تمام باتیں رات کو ہوئیں۔ صبح کے وقت کچھ عارضی سنبھالا ہو گیا۔ بچیوں کو بلایا اور پیار کیا۔ امۃ القیوم کو جو بہت گھبرائی ہوئی تھی۔ دلاسا دیا۔

دس بجے کے قریب طبیعت زیادہ خراب ہو گئی۔ اس حالت میں اپنے مولیٰ کو یاد کرتی رہیں اور بار بار کلمہ پڑھتی تھیں۔

ایک بجے کے قریب حضرت صاحب سے کہا کہ مجھے بٹھا دو۔ حضرت نے کہا کہ گودی میں آرام رہے گا کہا کہ ہاں اپنی گود میں مجھے بٹھائیے۔ حضرت نے نہایت محبت سے پیشانی پر بوسہ دیکر گود میں بٹھا لیا۔ اسوقت کا نظارہ ایسا تھا کہ قلم اس کے بیان سے قاصر رہا۔ حضرت نہایت رقت بھرے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کر رہے تھے۔ اسوقت مرحومہ نے درد انگیز لہجہ میں کہا:۔

اے خدا میں نے سب کچھ تجھکو سونپا۔ اب تو مجھے اپنے دامن محبت میں چھپا لے۔ میں کچھ نہیں

حضرت نے رقت بھری آواز سے کہا کہ

تم تو خدا کے فضل سے بڑی پکی مومنہ ہو۔

اس فقرے کو حضرت نے کئی بار دوہرایا۔ مرحومہ نے ماموں جان کو کہا کہ دوائی پلاتے جاؤ (اسپر دوائی پلائی گئی)

حضرت نے کہا کہ اسوقت معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ اللہ پر بھروسہ رکھو۔ یہ کہہ کر حضرت نے لٹا دیا۔ اور آپ دعا کے لئے بیت الدعا میں تشریف لے گئے۔ اور اپنے مولیٰ کریم سے دعائیں کرتے رہے۔ (یہ آپ کے اس ایمان کا ثبوت ہے جو آپ کو اپنے مقتدر مولیٰ پر ہے۔ اور جس پر آپ کی امیدیں وسیع ہیں۔ عرفانی)

اس وقت سب کے دل بے چین اور بیقرار تھے۔ اور ہر ایک دعا میں لگا ہوا تھا۔ مرحومہ بلند آواز سے خود بھی دعائیں کرتی تھیں۔ پھر حضرت تشریف لے آئے۔ مرحومہ نے کئی بار تکرار کیا کہ اب اپنے اصلی گھر چلی جاؤنگی۔ اللہ میاں اب جلدی بلا لو کہ ہائے دیر کیوں ہو رہی ہے۔

آپ ہر ایک کے چہرے کو علیحدہ علیحدہ دیکھتی تھیں۔ آخر وہ وقت آگیا۔ جس کو بیان کرتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور جس سے آج تک کوئی نہیں بچ سکا۔ اور سوا تین بجے ہماری عزیزہ جان آپا اپنی آنکھیں بند کر کے ہم کو داغ مفارقت دے گئی۔

مرحومہ کی وصیت کے موافق حضرت والدہ صاحبہ اور حضرت نے خود غسل دیا۔ اور ان کی معاون زینب بی بی (نابینا) بیوہ پیر مظہر قیوم صاحب تھیں۔ اسوقت حضرت نے مجلس معتمدین کے نام حسب ذیل رقعہ لکھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا مکتوب مجلس معتمدین کے نام

سکرٹری صاحب مجلس معتمدین۔ السلام علیکم

اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کی قضاء کے ماتحت آج سوا تین بجے میری راحت جان بیوی امۃ الحی بنت تحت ظل العرش استاذی المکرم حضرت خلیفہ اول رض اپنے رب سے جا ملی ہے مرحومہ کی جائداد مہر و دیگر زیورات و قیمت زمین جو مرحومہ نے خود اپنی زندگی میں فروخت کر دی تھی۔ کل اندازاً تین ہزار روپیہ تھی یعنے تین ہزار روپیہ سے کچھ کم تھی۔ میں انکی وصیت کے مطابق کہ اس کے ایک تہائی حصہ کو خدمت دین کے لئے دیا جائے۔ ایک ہزار روپیہ بصدر انجمن احمدیہ قادیان کو بھیجتا ہوں۔ مرحومہ کی جائداد میں سے جو حصہ شرعاً میرا بنتا ہے۔ اس کے متعلق بھی وعدہ کرتا ہوں کہ روپیہ میسر ہوتے ہی میں فی سبیل اللہ کارکنان مقبرہ بہشتی کے حوالہ کر دوں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں۔ کہ اگر شریعت اجازت دیتی۔ تو مرحومہ موجودہ وصیت سے بہت زیادہ وصیت کرتی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منشاء تھا۔ کہ آپ کے خاندان کی قبریں اکٹھی ہوں۔ اور چونکہ مرحومہ یقیناً حضرت مسیح موعودؑ کے اہل میں سے تھی۔ اس لئے اگر حضرت میر صاحب کی قبر کے پاس مرحومہ کو دفن کیا جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کے خلاف نہ ہو گا۔ بلکہ اس کے عین مطابق ہو گا۔

خاکسار

مرزا محمود احمد

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا

خاص ارشاد

ہے۔ جو حضور انور نے بجواب ایڈریس خوش آمدید منجانب ممبران تعلیم الاسلام اولڈ بوائز ایسوسی ایشن فرمایا کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے سابق طلبار کی انجمن کا قیام نہایت ضروری ہے لہذا اسے باقاعدہ طور پر اور مضبوطی سے قائم کرنا چاہیئے

اسلئے

تمام احباب کا جنہیں کسی نہ کسی وقت میں تعلیم الاسلام ہائی سکول (قادیان) میں تعلیم پانے کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ فرض ہے کہ وہ جلسہ سالانہ جیسے بابرکت و نادر موقع پر صرف ایک روپیہ چندہ سالانہ اور ایک روپیہ فیس داخلہ کل صرف مبلغ دو روپے سالانہ چندہ ادا کر کے تعلیم الاسلام اولڈ بوائز ایسوسی ایشن میں بطور ممبر شامل ہو کر خدمات سلسلہ عالیہ بجا لادیں۔

نیز امید ہے کہ مفصل مطبوعہ نوٹ انشاء اللہ العزیز بر موقع جلسہ سالانہ خدمت احباب میں پیش ہو سکیگا۔

ادائگی چندہ کے لئے احباب مکرمی خان گل محمد خان صاحب بی اے کو دفتر بورڈنگ ہائی سکول دار العلوم میں یا خاکسار راقم کو شفاخانہ نور کے متصل عین جنوب مغربی مکان میں شرف ملاقات بخشیں۔ والسلام

نیازمند (قریشی) رشید احمد ارشد عفا اللہ عنہ۔ جائنٹ سکرٹری تعلیم الاسلام اولڈ بوائز ایسوسی ایشن۔ قادیان

درخواست دعا

(۱) دمی کے ماہم احمدی مالاباری مقیم شارٹس روڈ کولمبو قریباً تین ماہ سے شدت کھانسی کی وجہ سے بہت بیمار ہیں۔ انکی درخواست ہے کہ تمام احباب انکی صحت کے لئے دردمندانہ دل سے دعا فرماویں۔

(۲) مولوی فیض الدین صاحب سیالکوٹی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے اور مخلص صحابیوں میں سے ہیں۔ عرصہ چھ ماہ سے بہت بیمار چلے آتے ہیں۔ وہ احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں

(۳) حکیم مولوی غلام محمد صاحب شاگرد حضرت خلیفہ اول رض مدت سے بیمار چلے آتے ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے بھی خاص طور پر دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے صحت کاملہ عطا فرمائے۔

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
قادیان دارالامان - ۲۰ر دسمبر ۱۹۲۴ء

خدا تعالیٰ کی کامل توحید پر ایمان لاؤ اور باہم محبت و اخلاص پیدا کرو

۱۲ر دسمبر ۱۹۲۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جو خطبہ پڑھا۔ وہ اس محبت اور تڑپ کی عملی تصویر تھی۔ جو حضور کو اپنی جماعت کی اصلاح و فلاح کے متعلق ہے۔ الفاظ نہ تھے جو آپ کے منہ سے نکلتے تھے۔ بلکہ وہ آپ کے دل کے ٹکڑے تھے۔ جو الفاظ کی صورت میں آ رہے تھے۔ آپ کے وجود پر ایک ربودگی تھی۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں۔ انکی نصرتوں پر کامل یقین اور غیر متزلزل ایمان کی مجسم صورت میں آپ کھڑے تھے۔ جماعت میں خدا تعالیٰ پر کامل ایمان اور اخلاص کے ساتھ جس محبت۔ اتحاد ایک دوسرے کے لئے ایثار کی جس روح کے دیکھنے کے آپ متمنی ہیں۔ وہ الفاظ میں پورے طور پر ظاہر نہیں ہو سکتی۔

میں اس خطبہ کو الفضل کے مقالہ افتتاحیہ میں غیر معمولی طور پر شائع کر رہا ہوں۔ اس لئے کہ یہی وہ حقیقت ہے۔ جو عروج اور اقبال احمدیت کی ضمانت ہے۔ اور فوز و فلاح اسلام کا یہی وہ راز ہے۔ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صورت میں جلوہ گر ہوا ہے۔ ایک طرف جماعت کی مشکلات اس کی مخالفت کے دائرہ کی وسعت کا احساس آپ کے قلب مقدس پر اثر ڈال رہا ہے۔ دوسری طرف آپ ہماری عملی کمزوریوں اور اخلاقی فروگذاشتوں کو دیکھتے ہیں تو فی الحقیقت گھبرا اٹھتے ہیں کہ

کب اس قوم کی اصلاح ہوگی؟

اس احساس نے آپ کی صحت پر بہت بڑا اثر ڈالا ہے۔ اور بیقرار ہو کر آپنے اس خطبہ میں جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ پر کامل ایمان پیدا کریں حقیقی موحد ہوں اور آپسمیں ایسی محبت اور اخلاص پیدا کریں کہ وہ سب کے سب ایک وجود اور بنیان مرصوص ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے جب جماعت کی حالت اور انکی اصلاح کے متعلق اپنی تمناؤں اور توقعات کا اظہار فرمایا تو آپ کا قلب نہایت رقیق اور گداز تھا گویا آپ مقام دعا میں کھڑے تھے۔ یہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے

حضور یہ اضطراب اور یہ خشوع و خضوع بہت ثمرات کو پیدا کریگا۔ لیکن اسکی ایک شرط یہ بھی ہے کہ ہم اپنی حالت میں ایسی طرح تبدیلی کریں جو ہمارا مطاع اور امام چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہم کو توفیق دے۔

جس رقت اور درد سے حضور نے اس خطبہ کو بیان فرمایا۔ شاید ہی کوئی ایسا سنگدل ہوگا جو زار زار نہ رو رہا ہو یا کم از کم اس کے آنسو نہ نکلے ہوں۔ جس طرح ظاہری طور پر حضور کے دلی درد نے ہماری ظاہری قساوۃ کو دور کیا۔ اور ہم زار زار روئے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ ہماری باطنی قساوتوں کو بھی دور فرمائے۔ اور اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا وعلیٰ ربھم یتوکلون کی نعمت سے ہم کو مالا مال کرے۔ آمین۔ عرفانی

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ ہی کی ذات سزاوار حمد ہے

درحقیقت ہر قسم کی حمد اور تعریف اور ثناء کی مستحق وہی ذات ہو سکتی ہے۔ جو رب العالمین ہے۔ اور وہ دونوں جہانوں میں انسان کی تربیت اور ربوبیت کرتی ہے۔ بلکہ اس کی ربوبیت تمام زمانوں پر وسعت رکھتی ہے۔ وہ خدا جو رب العالمین خدا ہے وہ ماضی میں بھی اور حال میں بھی اور استقبال میں بھی انسان کی ربوبیت کرتا ہے۔ پس اسکی ربوبیت کسی خاص زمانہ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ ہر زمانہ میں اسی کی ربوبیت انسان کے شامل حال رہتی ہے انسانی تعلقات کیسے محدود اور کیسے کمزور ہوتے ہیں۔ انکو مد نظر رکھتے ہوئے درحقیقت تمام تعریفوں کا مستحق خدا تعالیٰ ہی ہو سکتا ہے۔

انسان کا علم ناقص اور محدود ہے

کیونکہ انسان نہ ماضی سے واقف نہ استقبال سے آگاہ۔ نہ دلوں کے خیالات پر اس کو کچھ نظر ہے اس کا معاملہ صرف ایک نہایت ہی چھوٹے سے حصہ علم پر منحصر ہوتا ہے بسا اوقات وہ اپنے معاملات میں بہت سی غلطیاں کر بیٹھتا ہے اور اسکو اپنی غلطی کا علم اسوقت جاکر ہوتا ہے۔ جبکہ اس غلطی کا ازالہ علاج سے باہر ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا معاملہ ایسا ہے۔ کہ اسکی ربوبیت نہ صرف یہ کہ سارے جہانوں اور سارے زمانوں کے ساتھ تعلق ہے۔ بلکہ اسکی ربوبیت کا اثر اس کے علیم بذات الصدور ہونے کی وجہ سے انسان کے دلی خیالات پر بھی مترتب ہوتا ہے۔ اس لئے دنیا میں رب تو بہت ہیں۔ مگر رب العالمین خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔ پس تمام حمد اور تعریف کا مستحق بھی وہی ہو سکتا ہے۔

غلطی کرنیوالے انسان کی دو حالتیں اور انسانی عفو کی صورت

ایک غلطی کرنیوالا انسان جو کسی انسان کی غلطی کرتا یا اس کے کسی حکم کی خلاف ورزی کر بیٹھتا ہے۔ اور پھر وہ اسکے پاس جس کا اس نے قصور کیا معافی مانگنے کے لئے جاتا ہے۔ تو اس کی حالت دو حالتوں سے خالی نہیں۔ یا تو جس کا اس نے قصور کیا ہے اسکو اس امر کا یقین ہوگا۔ کہ قصوروار واقعہ میں نادم اور پشیمان ہے اسلئے وہ اسکی معافی کی درخواست کو درست سمجھیگا۔ اور یا اسکو اس امر کا یقین ہوگا۔ کہ معافی مانگنے والا جھوٹ بول رہا ہے۔ اور اسکو دہوکا اور فریب دے رہا ہے۔ تو وہ اس کا قصور کبھی بھی معاف نہیں کریگا۔ ہاں دوسری صورت میں وہ کبھی معاف کر دیتا ہے۔ اور کبھی نہیں بھی کرتا۔ لیکن جھوٹ اور فریب کی حالت میں وہ یہی خیال کریگا۔ کہ اسوقت تو اس کا راز فاش ہو چکا ہے۔ اور اسکی غلطی ظاہر ہو چکی ہے۔ اس لئے یہ دہوکہ کی راہ سے معافی مانگنا چاہتا ہے۔ لیکن جب اسکو معافی مل جائیگی۔ اور اس کے راز کا اخفا کر دیا جائیگا۔ تو ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی ایسی راہ اختیار کرے جس کا مجھے علم ہی نہ ہو سکے۔ اور معلوم نہیں یہ مجھے کیا نقصان پہنچا دے۔ اور جب اس کو اس بات کا یقین ہوتا ہے۔ کہ معافی مانگنے والا سچے دل سے معافی مانگ رہا ہے۔ تو بعض دفعہ تو کہہ دیتا ہے کہ جاؤ میں نے تجھے معاف کر دیا۔ اور کبھی یہ کہہ دیتا ہے کہ اب معافی مانگنے کا کیا فائدہ؟ جو نقصان تم نے کرنا تھا وہ تو کر دیا۔

غفور الرحیم کے عفو کی شان
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

مگر وہ خدا جو رب العالمین خدا ہے۔ اس کے حضور ایک قصوروار نہایت نادم اور شرمندہ ہو کر توبہ کرتا ہے۔ اور اسکو یقین ہوتا ہے۔ کہ میں اپنے قصور کی سچے دل سے معافی مانگ رہا ہوں۔ مگر باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ اس توبہ کرنے والے نے کل کو توبہ توڑ دینی ہے۔ کیونکہ وہ عالم الغیب اور علیم بذات الصدور ہے اس لئے وہ جانتا ہے۔ کہ آج تو اس کے دل کی یہ کیفیت ہے کہ یہ سخت نادم اور پشیمان ہوکر اپنے قصور سے توبہ کر رہا ہے لیکن کل کو اسکے دل کی یہ حالت نہ رہے گی۔ مگر کیا اس علم کے ہوتے ہوئے کہ یہ توبہ کرنیوالا انسان کل کو پھر اسکی نافرمانی کرنیوالا ہے۔ آج تو یہ نادم اور پریشان ہے۔ لیکن کل کو پھر یہ اس کی حکم عدولی کریگا کیا خدا تعالیٰ اس انسان کو ٹھکرا اور دھتکار دیتا ہے؟ نہیں بلکہ وہ خدا جو رب العالمین خدا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جس طرح میں کل کا خدا ہوں۔ آج کا بھی خدا ہوں۔ پس جو حالت آج اس کے قلب کی ہے۔ اسی کے مطابق آج میں اس سے سلوک کرونگا حالانکہ وہ جانتا ہے۔ کہ کل کو اس نے توبہ توڑ دینی ہے اور اس کو معلوم ہے۔ کہ کل کو وہ اس سے بھی زیادہ مجرم ہوگا اور فلاں فلاں حالتوں میں اپنے فلاں فلاں نافرمانیاں کرنی ہیں۔ اور فلاں فلاں وجوہ سے پرسوں اترسوں۔ مہینہ۔ چھ مہینہ سال۔ دو سال چھ سال یا دس سال یہ شخص فلاں فلاں جرم کا ارتکاب کریگا۔ اور پھر اسوقت اسپر گرفت نازل ہوگی وہ پھر توبہ کریگا۔ اور اسوقت اسکی تڑپ سچی تڑپ ہوگی اور

وہ اسی دن کے لئے ہوگی۔ مگر باوجود اس علم کے کہ اس کا مستقبل تاریک ہے۔ اور یہ ہمیشہ اسکی نافرمانی کریگا۔ وہ کہتا ہے کہ اے انسان جو اسوقت تیرے دل کی حالت ہے۔ اسی کے مطابق میں تیرے ساتھ سلوک کرتا ہوں جا میں نے تجھے معاف کیا انسان کی حالت اس کے مقابلہ میں کیسی کمزور ہے۔ ایک شخص سچے حالات اور سچی مجبوریوں کی بناء پر ایک انسان کا قصور کر بیٹھتا ہے۔ اور وہ سچے دل سے اس پر نادم اور پشیمان ہوتا ہے۔ مگر بسا اوقات انسان اپنے قصوروار سے ایسا سلوک کرتا ہے کہ جس کا وہ مستحق نہیں۔ اسکے نیک سلوک بھی ہوتے ہیں۔ مگر کبھی ایسے معاملات بھی پیدا ہو جاتے ہیں کہ جو کچھ اسے نہ کرنا چاہیئے وہ بھی کر لیتا ہے بے شک یہ رب تو بن جاتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں کوئی انسان نہیں جو رب نہیں۔ مگر وہ رب العالمین نہیں۔ انسان بھی ربوبیت کرتا ہو مگر اسکی ربوبیت محدود اور اس کا دائرہ نہایت تنگ ہے۔ پس یہ حقیقی حمد اور تعریف کا مستحق نہیں۔

رحمانیت کی شان اور رحم بلا مبادلہ

اور وہ رحمٰن بھی ہے۔ کیونکہ وہ رب العالمین ہے۔ ہر ایک زمانہ کا علم رکھتے ہوئے اور ہر دل پر اور اسکی کیفیات اور تغیرات پر آگاہ ہوتے ہوئے ایک قصوروار کے قصور کو اسی دقتی ندامت اور پشیمانی کی بناء پر جس کو خدا ہی جانتا ہے۔ معاف کر دیتا ہے گو بندہ اسوقت سچی توبہ کر رہا ہوتا ہے۔ اور اس کا دل بالکل صاف ہوتا ہے۔ مگر اپنے دل کی کل کی حالت کو وہ بھی نہیں جانتا۔ پس خدا تعالیٰ ہی ہر ایک حمد کا مستحق ہے۔ اور صرف وہی ہستی بلا مبادلہ انعام کر سکتی ہے۔ جس کی ربوبیت صرف حال کے ساتھ ہی تعلق نہ رکھتی ہو۔ کیونکہ جو چیز سامنے موجود ہے اور جسے ہم دیکھ رہے ہیں وہ تو ہمارے لئے کسی نہ کسی رنگ میں مفید ہی ہے۔ رحمانیت تو اس سلوک کا نام ہے۔ جو کسی امر کے ظہور سے پہلے ہو۔ پس وہ رحمٰن ہے۔ کیونکہ وہ رب العالمین ہے کہ اثرات کے ظہور سے پہلے وہ بلا مبادلہ ربوبیت کرتا ہے۔

رحیمیت کی تجلی

پھر وہ رحیم ہے۔ اس لئے کہ وہ رب العالمین ہے اگر وہ رب العالمین نہ ہوتا تو رحیم بھی نہ ہوتا ہر ایک انسان کو اس کے نیک کام کا وہ بدلہ دیتا ہے۔ انسانوں میں سے کونسا انسان ہے۔ جو ہر ایک نیک کام کرنیوالے کو بدلہ دے سکتا ہو۔ وہ لوگ جو اپنے عمل اور اپنے فعل سے اپنے آپ کو کامل طور پر کسی انسان کی خدمت میں لگا کر اپنے وجود کو چور کر دیتے ہیں۔ یا وہ سپاہی جو اپنے ملک کے لئے یا اپنے بادشاہ کی جان کی حفاظت کے لئے اپنی جان دیدیتا ہے۔ اس کو اس قربانی کا بدلہ بادشاہ یا دوسرے لوگ کیا دے سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ تو ملک اور بادشاہ اور آقا کے لئے اپنی جان دے چکا ہے ایسی حالت میں اس کے کام کا بدلہ خود اسی مرنے والے کو کوئی انسان نہیں دے سکتا۔ پس حقیقتاً رحیم بھی خدا ہے کیونکہ وہ رب العالمین ہے۔ تمام زمانوں کا وہ خدا ہے۔ نہ ماضی اسکے تصرف سے باہر ہے نہ مستقبل۔

مالکیت

پھر وہ مالکِ یوم الدین ہے۔ اسلئے کہ وہ رب العالمین ہے۔ کیونکہ جب تک زمانہ کے تغیرات سارے کے سارے کسی کے قبضے اور تصرف میں نہ ہوں کون کسی کو حقیقی طور پر جزا یا سزا دے سکتا ہے۔ ایک منصف حاکم یا عادل بادشاہ جن کی ساری کوشش یہی ہوتی ہے کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ حقدار کو حق مل جائے۔ کسی پر ظلم اور تعدی نہ ہو۔ اور رعایا امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ مگر وہ دعاوی اور فیصلہ جات میں غلطی کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ عالم ظاہری کا رب ہے۔ عالم باطنی کا رب نہیں۔ اس لئے وہ حقیقی طور پر جزا اور سزا نہیں دے سکتا۔ مگر ایک ہستی ہے جو دیتی ہے۔ اور وہ ایک ہی ہے۔ جو کہ رب العالمین ہے۔ پس اگر کوئی وجود ایسا ہو سکتا ہے جس سے ہم تعلق پیدا کر سکتے ہیں۔ اور جس کی عبودیت کو ہم اپنے لئے فخر سمجھ سکتے ہیں۔ اور اپنا تمام وجود اور ذرہ ذرہ اس کے لئے قربان کر سکتے ہیں تو وہ صرف وہی خدا ہے جو رب العالمین ہے۔ جو رحمٰن ہے جو رحیم ہے۔ جو مالک یوم الدین ہے۔ ایسی ہم صرف اسی ذات کو ایاک نعبد کے الفاظ سے یاد کر سکتے ہیں کیونکہ ایسے مالک کی غلامی میں ہمیں کام کے ضائع ہو جانے کا کوئی اندیشہ نہیں۔ اور دوسروں کی غلامی میں ہر کام کے ضائع جانے کا خدشہ ہے کیونکہ اگر ہم کسی دوسرے کی خدمت یا غلامی کریں۔ ممکن ہے کہ ہماری حالتوں کے بعض بدلے مستقبل سے تعلق رکھتے ہوں۔ اور اس پر انکو حکومت نہیں کیونکہ وہ عالم الغیب نہیں اور ممکن ہو کہ ہماری حالتوں کے بعض بدلے ماضی سے تعلق رکھتے ہوں۔ اور وہ ان کے قبضہ اور تصرف سے نکل چکا ہے۔ اسلئے یہ کام اور خدمت بیفائدہ اور رائگاں جائیگی۔ ایک شخص جسکی پشت پناہ ایک زبردست بادشاہ ہو مگر ہزاروں بیماریاں اسکے پیچھے پڑی ہوئی ہوں۔ اور ماضی میں ہی اسکے سب اسباب مہیا ہو چکے ہوں تو وہ بادشاہ کس طرح اس کا بدلہ دے سکتا ہے۔ اور ان مخفی در مخفی اسباب کا کس طرح تدارک کر سکتا ہے تاکہ اسکے خادم کو انکی وجہ سے صدہا بیماریوں کا شکار نہ ہونا پڑے۔ پھر بہت سے لوگ ہوتے ہیں جن سے انکو تعلق یا عشق ہوتا ہے۔ اور بہت سے عزیز و رشتہ دار ہوتے ہیں جو جدا ہو جاتے ہیں۔ مگر کوئی ایسا انسان نہیں جو انکو بدلہ دے سکے۔ پھر وہ کونسی ہستی ہے۔ جو حقیقی جزا دے سکتی ہے۔ وہ وہی ہو سکتی ہے جس کا ہر ایک چیز پر تصرف اور قبضہ ہے۔ دوسرا کوئی نہیں ہمارے دل اخلاص سے پُر ہوں۔ اور ہمارا ذرہ ذرہ کسی کی ہمدردی میں ہو۔ لیکن جب انکو ہمارے حالات کا علم نہیں وہ ہمارے دل کو دیکھ نہیں سکتا۔ وہ تو ہمارے اعمال کو دیکھیگا۔ ممکن ہو انکو مالی کی ضرورت ہو۔ اور ہمارے پاس پیسہ بھی نہ ہو۔ اور ممکن ہو۔ کہ پھر دشمن حملہ آور ہو۔ اور ہمارے ہاتھ ہی نہ ہوں۔ یا پاؤں ہی نہ ہوں۔ پس ہمارے اخلاص کا وہ حقیقی بدلہ نہیں دے سکتا۔ کیونکہ ہمارے دل پر اس کی نظر نہیں۔ وہ ہمارے ظاہر کو دیکھتا ہے پس وہ کب ہماری جزا اور سزا کا مالک ہو سکتا ہے اور کا بدلا تو نہایت محدود ہے پس ایاک نعبد کے لائق کوئی دوسرا وجود نہیں ہو سکتا۔

حقیقی طور پر ایاک نعبد کہنے والا دوسرے کی طرف نہیں جا سکتا

ایک شخص جو سچے دل سے کہے ایاک نعبد کہ اے خدا! میں تیرا ہی غلام ہوں۔ تو پھر یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ خدا کے سامنے تو کہے۔ میں تیرا ہی غلام ہوں۔ اور اپنی حاجات کو کسی دوسرے کے سامنے لیجائے کیونکہ غلام کی تمام ضروریات کا متکفل آقا ہوتا ہے۔ پس جب خدا تعالیٰ کو انسان کہتا ہے کہ میں تیرا ہی ہوں تو پھر خدا ہی کا حق ہے کہ وہ اسی سے مانگے۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین کہ اے خدا جب میں تیرا ہی ہوں تو اب کس طرح بے شرمی کر کے اوروں سے مانگوں۔ اور سوال کروں۔ پھر وہ کہتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔

عبودیت کا کمال علم کو چاہتا ہے

عبودیت اور غلامی بغیر علم کے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ہمیں کیا علم کہ ہمارے آقا کے دل میں کیا ہے اور وہ کیا چاہتا ہے۔ اس لئے سچے غلام اور سچے خادم کا یہ طریق ہوتا ہے کہ وہ پہلے اپنے آقا سے دریافت کر لیتا ہے کہ حضور میرا کام کیا ہوگا اور میں نے کیا کرنا ہے۔ اسلئے وہ کہتا ہے کہ اے خدا جو ہدایات اور جو سچائیاں تو نے اپنے پہلے بندوں کو عطا کی ہیں۔ اور جو کام تو نے ان کے سپرد کیا تھا وہی کام تو میرے بھی سپرد کر کے مجھے کام دیجئے۔ مگر وہ ایسا ہی عظیم الشان کام ہو جو آپ نے پہلے خادموں اور غلاموں کو دیا ہے۔ کوئی چھوٹا موٹا کام میرے سپرد نہ کیجئے۔ اور پھر میرا تجربہ کیجئے کہ میں نے بھی وہی کر کے دکھایا یا نہیں۔ جو آپ کے پہلے خادموں نے کیا۔

معمولی حالات میں یہ کیسا معجبانہ مقولہ ہے۔ مگر محبت اور اخلاص کے مقام پر اس سے بڑھکر کوئی پیارا مقولہ نہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ اپنے بندے کے اخلاص اور اسکی محبت کا احترام کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ تم ساتھ یہ بھی کہدو۔ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہ یہ تو ہمارا اسوقت کا احساس ہے کہ وہ کام جو تو نے موسیٰ جیسے علیہما السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہم کہتے ہیں کہ وہ کام تو ہم کو بھی دے۔ ممکن ہو کہ کل کو حالات ہی بدل جائیں اور ایسے واقعات پیدا ہو جائیں کہ ہمارے دل کی یہ کیفیت ہی نہ رہے۔ اور ہم دعائیں کرنی ہی بھول جائیں۔ اے خدا ایسا نہ ہو کہ ہم اس خدمت کے میسر آنے کے بعد غلطیاں کریں یا اس خدمت کو ہی بھول جائیں۔

مقام دعا ایک محفوظ قلعہ ہے

پس جب کوئی اس مقام کو حاصل کر لیتا ہے تو وہ ایک محفوظ قلعے میں آجاتا ہے۔ جس قلعے میں بلائیں نازل نہیں ہوتیں وہ خدا جو رب العالمین ہے وہ اسکی ہر ایک چیز کی حفاظت کرتا ہے خواہ وہ کسی جگہ ہی ہو۔

مصری انقلاب سے سبق

انگریزوں کا ایک افسر مصر میں مارا گیا۔ ہزاروں ہندوستانی اور پٹھان روز مارے جاتے ہیں۔ ان کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ لیکن وہ افسر ایک زبردست آقا کا غلام تھا۔ انگریزوں نے اس کا بدلہ لینے کیلئے ہزاروں لاکھوں روپیہ خرچ کرکے دور دراز کا سفر اختیار کرکے جنگی بیڑا لا کھڑا کیا ہے۔ کہ ہمارا آدمی کیوں مارا گیا۔ ہمیں تاوان دو۔ دو زبردست جنگی بیڑا ہے۔ اور یہ جنگی فوج پانچ لاکھ پونڈ یعنی پچھتر لاکھ روپیہ کا ان سے مطالبہ کیا ہے۔ تا وہ رقم اس افسر کے پسماندگان میں تقسیم کی جاوے۔ اور یہ کہ مجرموں کو گرفتار کرکے ان کے حوالہ کیا جائے۔ تاکہ ان کو انگریز پھانسی دیں۔ اور یہ کہ آئندہ کے لئے مصری عہد کریں۔ کہ آئندہ ہمارا کوئی آدمی نہیں مارا جائیگا۔ کہاں انگلستان اور کہاں مصر۔ مگر چونکہ اس کا ایک غلام مارا گیا۔ برطانیہ کو اس کی غیرت اور محبت نے خاموش نہیں رہنے دیا۔ حالانکہ اس کی مقدرت سے اس کا زندہ کرنا باہر ہے۔ مگر جہاں تک اس سے ہو سکتا ہے۔ وہ بدلہ لینے کے لئے تیار ہے۔ اور اس ایک جان کے بدلے اگر ہزاروں جانیں بھی چلی جائیں۔ تو ان کو دریغ نہیں۔ جب انگریزوں کو اپنے ایک غلام کے لئے ایسی غیرت اور حمیت ہو سکتی ہے۔ تو کیا وہ خدا جو ماضی کا خدا ہے۔ اور حال کا بھی اور استقبال کا بھی خدا ہے۔ وہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کہنے والے غلام کو یونہی کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ دیگا۔ اگر ایک شخص سچے دل اور اخلاص سے خدا تعالےٰ کے حضور ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے۔ تو یقیناً وہ خدا جو رحمان ہے۔ جو رحیم ہے۔ جو مالک یوم الدین ہے۔ وہ انگریزوں سے کم وفادار ثابت نہیں ہوگا۔ اگر انگریز اپنے ایک غلام کے لئے لاکھوں روپیہ خرچ کرکے اس کی مدد کر سکتے ہیں۔ تو خدا کب اپنے ایک خادم کو بغیر مدد چھوڑ دیگا ؛

آج ایک حال کی چیز ماضی ہو سکتی ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کا یہ قانون بھی ہے۔ کہ وہ جو اسکے حضور کھڑے ہو کر ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے۔ اسکی کوئی چیز خواہ کتنی ہی دور ہو۔ خواہ کسی اور کسی دنیا میں ہو۔ اسکی حفاظت کرتا ہے۔

میں اپنی جماعت کو ایک نغمہ کی آواز کی طرف پکارتا ہوں

میں ایسے خدا پر جو رب العالمین ہے رحمان ہے اور رحیم ہے مالک یوم الدین ہے کامل یقین اور ایمان لاتے ہوئے اپنی جماعت کے لوگوں کو جو یہاں موجود ہیں اور انکو جو باہر ہیں۔ اس آواز کی طرف بلاتا ہوں جو ایاک نعبد میں پائی جاتی ہے۔ دنیا ایک حالت پر قائم نہیں زمانہ بدلتا ہے اور انسانی خادموں میں سے بعض خادم جو اسباب کے لحاظ سے نہایت مفید اور کارآمد ہوتے ہیں وہ انسان سے جدا ہو جاتے ہیں۔ پس میں آپ لوگوں کو اس ایک ہی کہف اور غار کی طرف بلاتا ہوں جس کہف اور جس غار سے باہر رہکر تم محفوظ اور مامون نہیں رہ سکتے۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین کہنے والو تمہاری مثال اس بچے کی نہ ہو جو سمجھتا ہے۔ کہ کوٹ کی جیب میں روپے ہیں حالانکہ وہ بالکل خالی ہو ؛

زبان اور دل میں ایک ہی کیفیت پیدا کرو

پس تم اس زبان کے ساتھ ایاک نعبد و ایاک نستعین مت کہو اگر تمہارے دل اس حقیقت سے خالی ہیں۔ تم اپنی حالتوں پر غور کرو۔ تمہاری حالتیں ایک کمزور بچے سے بھی زیادہ کمزور ہیں۔

تمہاری حالت کا حضرت خلیفۃ المسیح پر اثر

مجھے تمہاری حالتوں کو دیکھ کر ایک جنون کی سی حالت ہو جاتی ہے ایک چھوٹا بچہ جنگل میں اپنی ماں سے جدا نہیں ہوتا۔ میں بھی تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اس خدا سے جو ماں سے بھی زیادہ محبت کرنے والا ہے۔ تم جدا نہ ہو ؛

تمہاری مخالفت

میں نے آدھی دنیا کا سفر کیا ہے۔ اور پھر کر دیکھا ہے۔ ہر جگہ تمہاری مخالفت ہو رہی ہے۔ نہ کسی ملک میں تمہاری جانیں محفوظ ہیں۔ نہ تمہارے مال محفوظ ہیں۔ کوئی چیز تمہاری حفاظت اور پناہ کا موجب نہیں ہو سکتی۔ صرف ایک ہی دروازہ ہے۔ جہاں تم کو پناہ مل سکتی ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کی گود ہے۔ جو ماں اور باپ سے بھی زیادہ حفاظت کی جگہ ہے ؛

اپنی اصلاح کرو باہم محبت و پیار کو بڑھاؤ۔ تاکہ فلاح پاؤ

میں اپنے جسم کو طاقتوں سے خالی پاتا ہوں۔ لیکن میں جانتا ہوں۔ کہ اگر تم میری اس نصیحت کو مانو گے۔ تو ہر ایک زمانہ میں اللہ تعالےٰ تمہاری حفاظت کرے گا۔ لڑائیوں جھگڑوں کو چھوڑ دو۔ اپنے معاملات کو درست کرو۔ دنیا کی کسی چیز کو اپنا خدا نہ بناؤ۔ آج دنیا میں کسی جگہ بھی حقیقی پرستش خدا تعالےٰ کی نہیں ہو رہی۔ پس تم بھی اپنی سستیوں اور غفلتوں کی وجہ سے اپنے آپ کو اس کے عذابوں کا مستحق نہ بناؤ۔ بدر کی جنگ میں آنحضرت صلعم رو رو کر دعا کرتے تھے۔ کہ الٰہی اگر اس چھوٹی سی جماعت کو تو نے ہلاک کر دیا۔ تو پھر دنیا پر تیری پرستش کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ پس جس خدمت کو تم نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ اس کو پوری توجہ سے سرانجام دو ؛

اصلاح جماعت کیلئے اضطراب کا اظہار

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ جو روح اور جو سچی روحانیت اور اخلاص پیدا ہو سکتا ہے۔ تو وہ انکی جماعت میں ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر مجھے ایسا روحانیت کے آدمی تم میں کم نظر آتے ہیں۔ پس پیشتر اس کے کہ اصلاح کا موقعہ جاتا رہے تم اپنی اصلاح کرو۔ وہ کیسی بھیانک اور تکلیف دہ موت ہے جو شک اور شبہ کی حالت میں ہو۔ ایسی موت کا خیال بھی موت سے بدتر ہے۔ اپنے کمزور بھائیوں کی مدد کرو۔ اور اپنے قصورواروں کے قصور معاف کرو۔ کب تم میں بھائیوں والی محبت جو حضرت مسیح موعودؑ کی وجہ سے پیدا ہونی چاہیئے تھی پیدا ہو گی ؟ میں برابر اس سفر میں اپنے خطوں کے ذریعے سے تم کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا رہا ہوں۔ مگر اس سفر کی واپسی پر میں کچھ ایسی مشکلات میں مبتلا ہو گیا۔ کہ میں اس تحریک کو جاری نہ رکھ سکا۔ مگر پرسوں خدا نے اپنی مشیت کے ماتحت اس بوجھ سے مجھے فارغ کر دیا۔ پس اب میں پھر اسی سلسلہ کو شروع کرتا ہوں۔ مجھ میں لمبے وعظ و نصیحت کی بھی طاقت نہیں۔ اس لئے اس وقت میں صرف یہی کہتا ہوں۔ کہ آپ اپنی حالتوں کو دیکھیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے کلام پر غور کریں۔ تمہاری حالت دنیا میں یتیموں سے بھی بدتر ہے۔ یتیموں کے تو کچھ نہ کچھ رشتہ دار بھی ہوتے ہیں جن کو کبھی نہ کبھی ان کی خبر گیری کا خیال آجاتا ہے۔ مگر تمہارے تو رشتہ دار بھی کوئی نہیں۔ تمہاری مثال اس زبان کی ہے۔ جو بتیس دانتوں کے درمیان ہوتی ہے۔ مگر اس کے لئے تو وہ دانت بھی حفاظت کا موجب ہوتے ہیں۔ مگر تمہارے دانتوں میں وہ قوت و استقامت بھی نہیں۔ وہ چاروں طرف سے ہلتے رہتے ہیں۔ پس اپنے اندر محبت اور الفت پیدا کرو۔ پیشتر اس کے کہ کوئی مسیح موعود کی روح کا انسان تم میں نہ رہے۔ تم اپنے اندر اس روح کے نئے آدمی پیدا کرو۔ تاکہ خدا تم کو اس طرح نظر آجائے۔ جس طرح سورج یا چاند نظر آجاتا ہے۔ میں زیادہ تم کو کیا کہوں۔ میں خدا ہی کو کہتا ہوں۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین۔ میں نے جہاز کے تختوں پر اپنے آنسو بہائے۔ اور متعدد بار غیر ملکوں کی زمین کو اپنی آنکھ کے پانی سے تر کیا۔ تاکہ خدا تم کو اپنا بنا لے۔ اور تم کو اپنی رحمت کی گود میں لے لے۔ اور وہ تم پر اور تمہارے کاموں پر راضی ہو جائے۔ مگر میری بے تابی ابھی تک دور نہیں ہوئی۔ کیونکہ مجھے ابھی تک وہ اصلاح تم میں نظر نہیں آتی۔ میری مثال اس شمع کی ہے۔ جو دوسروں کو روشنی کرنے کے لئے خود پگھلتی جاتی ہے۔ اگر میرے پگھل جانے سے تمہاری اصلاح ہو جائے۔ تو میرے لئے اسی میں میری خوشی اور راحت ہے۔ غالب کا ایک شعر مجھے اکثر یاد آ جاتا ہے۔ اور اس کو میں ہمیشہ مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت پر چسپاں کیا کرتا ہوں

اے تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل
زنہار اگر تمہیں ہوسِ نائے و نوش ہے
دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوشِ نصیحت نیوش ہے
ساقی بجلوہ ۔ دشمنِ ایمان و آگہی

مطرب بہ نغمہ رہزنِ تمکین و ہوش ہے

یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط

دامانِ باغبان و کفِ گل فروش ہے

لطفِ خرامِ ساقی و ذوقِ صدائے چنگ

یہ جنّتِ نگاہ وہ فردوسِ گوش ہے

یا صبحدم جو دیکھئے آکر تو بزم میں

نے وہ سرور و سوز نہ جوش و خروش ہے

داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی

اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

یعنی وہ آخری وجود جس کو خدا تعالےٰ دنیا کی بہبودی اور اصلاح کے لئے مبعوث کرے گا۔ وہ اپنی ساری ہمت اور کوشش سے تمہاری بہتری اور بھلائی چاہے گا۔ وہ دکھ اٹھائیگا وہ غم کھائیگا۔ مگر تمہارے لئے وہ جلے گا۔ مگر اس لئے کہ تم کو روشن کرے۔ مگر آخر تم کھو گے۔ کہ وہ شمع تو خاموش ہو گئی۔ اب کوئی اور شمع روشن ہونی چاہیئے۔ پس تم اپنے اندر سچا اخلاص اور کامل روحانیت پیدا کرو۔

سیدہ امۃ الحی صاحبہ کا ذکر خیر

اب میں کچھ اپنی ذاتی بات بھی کہتا ہوں۔ آج کا خطبہ تو میں نے کسی اور بات پر کہنا تھا۔ لیکن میں نے اس کو کسی دوسرے وقت پر ملتوی کر دیا ہے۔ وہ بات جو میں کہنی چاہتا ہوں۔ کسی کا عقیدہ ہو یا نہ ہو۔ میرا یہ عقیدہ ہے۔ کہ میں میت کے لئے دعاء مغفرت اور جنازہ ایک ایسی چیز خیال کرتا ہوں۔ جو کئی دفعہ ادا ہو سکتا ہے۔ اور صحابہ کی سنت سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ انہوں نے چھ چھ آٹھ آٹھ دفعہ بھی جنازہ کی تکبیریں کہی ہیں۔ تاکہ دعاء کا زیادہ موقعہ ملے۔ میں نے کل اپنی دوسری بیوی کے جنازہ پر آٹھ تکبیریں کہی تھیں۔ تاکہ مرحومہ کے لئے زیادہ دعاء کی جا سکے۔

میرے دل کی یہ بھی خواہش ہے۔ کہ میں ان کا جنازہ آج پھر اس بابرکت مقام میں بھی پڑھوں۔ جس کے متعلق خدا تعالےٰ نے بشارت دی ہے۔ کہ وہ مسجد اقصےٰ ہے۔ اگر کوئی اس عقیدہ کا آدمی ہو۔ کہ جس کے نزدیک جنازہ ایک سے زیادہ دفعہ نہیں ہو سکتا۔ تو میں اس کو اس جنازہ میں شریک ہونے کے لئے نہیں کہتا۔ باقی سب دوستوں سے میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ نماز کے بعد میں مرحومہ کا جنازہ پڑھوں گا۔ وہ دعاء میں میرے ساتھ شامل ہوں ؛

سیدہ امۃ الحی صاحبہ کا مستورات پر احسان عظیم

میں اس بات کے کہنے سے بھی نہیں رک سکتا۔ کہ عورتوں پر خصوصیت سے میری اس بیوی کا احسان ہے حضرت خلیفہ اول کی وفات کے بعد میرا منشاء نہیں تھا۔ کہ میں عورتوں میں درس دیا کروں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ بہت ہی بڑی ہمت کا کام ہے۔ کہ ایسے عظیم الشان والد کی وفات کے تیسرے روز ہی امۃ الحی نے مجھ کو رقعہ لکھا۔ اس وقت میری ان سے شادی نہیں ہوئی تھی کہ مولوی صاحب مرحوم اپنی زندگی میں ہمیشہ عورتوں میں قرآن کریم کا درس دیا کرتے تھے۔ اب آپ کو خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے اپنی آخری ساعت میں مجھے وصیت فرمائی۔ کہ میرے مرنے کے بعد میاں سے کہنا کہ وہ عورتوں میں درس دیا کریں۔ اس لئے میں اپنے والد صاحب کی وصیت آپ تک پہنچاتی ہوں۔ وہ کام جو میرے والد صاحب کیا کرتے تھے۔ اب آپ اس کو جاری رکھیں۔ وہ رقعہ ہی تھا۔ جس کی بناء پر میں نے عورتوں میں درس دینا شروع کیا۔ اور وہ رقعہ ہی تھا۔ جس کی وجہ سے میرے دل میں ان سے نکاح کا خیال پیدا ہوا۔ پس اگر اس درس کی وجہ سے کوئی فائدہ عورتوں کو پہنچا ہو۔ تو یقیناً اس کے ثواب کی مستحق بھی مرحومہ ہی ہے۔ کیونکہ میرا اپنا منشاء عورتوں میں درس جاری رکھنے کا بالکل نہ تھا۔ بلکہ حق تو یہ ہے۔ کہ عورتوں میں خطبہ لیکچرز اور سوسائٹیاں اور ہر ایک خیال جو عورتوں کے متعلق ہو سکتا ہے۔ اس کی محرک وہی ہیں۔ بعض دفعہ محبت کے رنگ میں مجھ پر وہ ناراض بھی ہو جاتیں۔ کہ آپ عورتوں کی طرف پوری توجہ نہیں کرتے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ جماعت کے تمام افراد سے ہی ان کو ایسی محبت تھی۔ جو اور عورتوں میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ چنانچہ مرحومہ کی آخری باتوں میں سے ایک یہ بھی تھی۔ کہ تمام احمدی بھائیوں کو میری طرف سے السلام علیکم پہنچا دی جائے۔ چونکہ میں ہی اس وقت مخاطب تھا۔ اس لئے میں ان کا سلام تمام دوستوں کو پہنچاتا ہوں (وعلیہا السلام فی الحیٰوۃ الدنیا والآخرۃ) ایسے وقت میں عورتوں کو اس بات کا احساس ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کی طرف متوجہ ہوتی ہیں مگر وہ بار بار مجھے پوچھتی تھیں۔ کہ مجھے بتاؤ۔ میری کیسی حالت ہے۔ مگر مومن چونکہ مایوس نہیں ہوتا۔ اسلئے میں ان کو تسلی دیتا۔ مگر پھر انہوں نے کہا۔ کہ خدا کے واسطے مجھے میری حالت سے بتائیں۔ کیونکہ میں بہت سی وصیتیں کرنا چاہتی ہوں۔ تب بھی میں نے ان کو یہی جواب دیا۔ کہ دعائیں تو ہر حالت میں ہو سکتی ہیں۔ پس ان کا حق ہے۔ کہ تمام جماعت ان کے لئے دعائے مغفرت کرے۔ اور جماعتیں اپنی اپنی جگہ ان کا جنازہ پڑھیں۔ اور مجھ پر تو ان کا اتنا بڑا حق ہے۔ کہ میں کسی طرح اس حق سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ان کا اخلاص اور ان کی محبت ساری جماعت کی عورتوں کے لئے بلکہ بہت سے مردوں کیلئے بھی قابل رشک ہے۔ اسلئے جو لوگ اس وقت میرے ساتھ دعا میں شریک ہونگے۔ وہ یقیناً ان کے احسان کا بدلہ ہی دینگے ایک ذرہ بھی زیادہ نہ کریں گے ؛ (نوشتہ خاکسار حافظ جمال احمد)

آریہ سماج اور لالہ لاجپت رائے

(تنبیہ)

آریہ سماج کی تنگ ظرفی پہلے سے ہی مشہور چلی آتی ہے۔ اس کے متعلق لالہ لاجپت رائے جو خود بھی ریپبلک یہ خیالات ہیں

"آریہ سماج ہندو ازم کو پوتر۔ خالص و سنگٹھت۔ مستحکم کرنے کے لئے پیدا ہوا تھا۔ اس میں چند کمزوریاں محسوس کیں۔ اس پیروی میں اس نے جہاں کہیں کچھ فائدہ اٹھایا۔ وہاں اس نے دھرم کو کمزور کر دیا۔ محدود دستوں میں سماجک سنگٹھن میں۔ کیا ما جگ جھگ کا پرچار کو مضبوط کرنے میں جہاں آریہ سماج نے خوب کامیابی حاصل کی۔ وہاں اس نے دہرم کی زندگی کو پس پشت ڈال دیا اور اصلی دہرم کا بھاؤ اپنے اندر پیدا نہ ہونے دیا۔ گو آریہ سماج کو دنیاوی ترقی و کامیابی بہت کچھ نصیب ہوئی مگر دہرم کے اصلی تو اس کے وجود میں بہت کمیاب ہو گئے۔ جو روحانیت آریہ سماج نے اپنے اندر پیدا کی۔ اور جس طرح اسپرٹ کو آریہ سماج نے رونق دی۔ وہ اس کے لئے باعث کمزوری اور اس سے اس نے نہ صرف ہندو ازم کو بلکہ تمام ملک کو نقصان پہنچایا۔ ہندو ازم کا یہ اصول ہے۔ کہ وہ پرچارک پدوی کے لئے کسی خاص لیاقت پر اس قدر اصرار نہیں کرتا۔ جس قدر خاص سادہنوں پر آریہ سماج نے انہی اصولوں کو یادگی تلے روند دیا۔ آریہ سماج کی بیدی اور پلیٹ فارم ان آدمیوں کے قبضہ و تصرف میں رہے۔ اور ہیں۔ جن میں بولنے کی شکتی ہے۔ جن میں کسیقدر علمیت ہے۔ مگر جنہوں نے ہندو ازم کے بتلائے ہوئے سادھنوں سے اپنی زندگی کو پاکیزہ نہیں بنایا۔ آریہ سماج نے دہرم کو بحث کرنے کی لیاقت سے مترادف کر دیا۔ آریہ سماج کے پرچارکوں میں کثیر التعداد ایسے اشخاص کی ہے۔ جن میں بحث کرنے کی تو لیاقت تھی۔ لیکن جن کے اندر دہرم کی انگوں کا پرویش نہ تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آریہ سماج کے پرچار میں زبان درازی۔ لن ترانی۔ کٹھ حجتی۔ غلط منطق اور غرور کا غلبہ رہا۔ اس میں اصلی صداقت زبان کی مٹھاس۔ دوسروں کے لئے عزت اپنی ذات میں وصف انکساری وغیرہ اوصاف کم پائے جاتے ہیں۔ آریہ سماج کی بیدی پر وہ نوجوان اپدیش کرتے رہے۔ جن کے اندر سوائے لن ترانی کے کوئی وصف اپدیشک ہونے کا نہ تھا۔ جس کا صریح نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آریہ سماج نے ملک میں ایسی فضا پیدا کر دی۔ جو ہندو نکتہ خیال سے نیز قومی نکتہ خیال سے خوشگوار نہیں ہے۔ آریہ سماج کا لٹریری کام و آریہ سماج کے اخبار بھی ایسے ہی آدمیوں کے ہاتھ رہے

صوفیوں کی نمائندگی مذہبی کانفرنس ویمبلے لنڈن میں

(نظر)

صوفی ماہ نومبر ۱۹۲۴ء میں ایک صاحب عباسی نے مذہبی کانفرنس ویمبلے میں تصوف پر ہماری طرف سے مضمون پڑھے جانے پر خامہ فرسائی کی ہے۔ اس سے پہلے صوفی عموماً اخلاق و شائستگی اپنا شعار سمجھتے تھے۔ مگر آج کل کے زمانہ میں افسوس ہے۔ کہ یہ نعمت ان سے چھینی جا چکی ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

"ہمیں خوب معلوم ہے۔ کہ حافظ روشن علی اور مرزا محمود صاحب ہندوستان میں وہ لباس ہرگز نہیں پہنا کرتے۔ جو وہ پہن کر اس دور دراز ملک میں گئے ہیں"

میں مضمون نگار کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ اگر اس میں کچھ بھی ایمان و صداقت ہے۔ تو وہ یہ امر ثابت کرے۔ حضور اور حضور کے ہمراہیوں کا وہی لباس تھا۔ جو وہ ہندوستان میں رکھتے ہیں۔ حضور ہمیشہ سفید پگڑی۔ کوٹ اور شلوار پہنتے ہیں۔ اور یہی لباس وہاں رکھا۔ اور سب سے اوّل یہ مثال قائم کی۔ کہ ہم کسی کے تمدن سے متاثر ہونے والے نہیں۔ یہی حال آپ کے ہمراہیوں کا تھا۔ چونکہ عباسی صاحب کے ہمنوا بھیس بدلنے اور روپ ڈھالنے کے عادی ہیں۔ اس لئے انہوں نے ہمیں بھی ایسا ہی سمجھ لیا۔

دوم لکھا:-

"انگلستان کے بے خبروں کو چاہیئے تھا۔ کہ تصوف کی نمائندگی کے لیئے ان حضرات کو مدعو کرتے۔ جن کے آبا و اجداد تصوف کے عاشق و دارفتہ چلے آتے ہیں"

نامہ نگار صاحب سمجھتے ہیں۔ کہ انگلستان کی مذہبی کانفرنس نے کرایہ اخراجات ہندوستان بھیجے ہیں۔ کہ کوئی آکر لیکچر دے۔ اور اب اس کا ان کو افسوس ہے۔ کہ یہ رقم ہمارے ہتھے کیوں نہ چڑھی۔ حضرت! بات یوں نہیں۔ مذہبی کانفرنس نے اعلان کر دیا تھا۔ آپ لوگ نذر و نیاز شیرینیاں لینے والے کب یہ حوصلہ رکھتے ہیں۔ کہ ساٹھ ستر ہزار روپے اپنی جیب سے محض اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے خرچ کریں۔ یہ توفیق آپ لوگوں کو کہاں۔ یہ سعادت تو روزِ ازل سے مسیح موعود کے خدام کے لئے مقدر تھی۔ چنانچہ اتنے اصحاب جبہ و دستار کی موجودگی میں اسلام اور صوفیاء کی طرف سے سلسلہ احمدیہ کے متبعین ہی پہنچے۔ اور یہ لوگ جو اپنے آپ کو جنت کا واحد ٹھیکہ دار سمجھتے ہیں۔ باتیں بناتے ہی رہ گئے۔ آخر پیر جماعت علی شاہ صاحب۔ پیر مہر علی شاہ صاحب۔ پیر فضل شاہ صاحب کو کس نے روکا تھا۔

سوم لکھا ہے:- کہ

"یہ نہیں کہا گیا۔ حافظ روشن علی قادیانی بلکہ صوفی حافظ روشن علی آف ربش۔ لاحول ولا قوۃ اس فریب کاری کا"

جواباً عرض ہے۔ کہ حافظ روشن علی رنگپور کے باشندے ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ ایسا کرکے انہوں نے اپنا مذہب چھپایا ہے۔ ہرگز درست نہیں۔ بلکہ مضمون کے آخر میں انہوں نے اپنا احمدی مذہب علانیہ پیش کیا ہے۔

یہ مضمون جو تصوف پر ہے۔ اور دوسرا مضمون جو اسلام پر ہے۔ اردو میں چھاپ دیئے گئے ہیں۔ ان کو دیکھ لیجیئے۔ کس خوبی سے اسلام و تصوف کو پیش کیا ہے۔ تصوف کے مضمون کے آخری حصہ میں یہ الفاظ ہیں۔

"میں نے اس امر میں کچھ بھی پس و پیش نہیں کیا۔ کہ اپنی تمام چیزوں کو اس سرچشمہ ہدایت سے سیراب ہونے کے لیئے جو احمد قادیانی کی ذات میں پھوٹ پڑا ہے قربان کردوں۔ میں نے اس آسمانی شراب اور آبِ حیات کو نہایت خلوص و عقیدت سے چکھا۔ میں تمام لوگوں کو اس صداقت کی طرف دعوت دیتا ہوں"

ان مذکورہ بالا الفاظ سے صوفی رسالے کے ناظرین پر واضح ہو سکتا ہے۔ کہ حافظ روشن علی صاحب نے ہرگز اپنے آپ کو یا اپنے عقائد کو نہیں چھپایا۔

(اکمل)

مباحثہ میانی

میانی ضلع شاہ پور میں ۱۸-۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو مفتی غلام مرتضےٰ صاحب ساکنہ میانی کیساتھ جنکو اپنے علم پر بہت ناز تھا۔ وفات و حیات مسیح پر تحریری و تقریری مباحثہ ہوا۔ اس علاقہ کے اکثر احباب نے مجھ سے تقاضا کیا تھا۔ کہ آپ اس کو ضرور شائع کروائیں۔ کیونکہ اس مباحثہ کی ایک ایک کاپی ہم اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔ سو ایسے تمام احباب کو واضح رہے۔ کہ مولوی محمد یامین تاجر کتب قادیان نے اس مباحثہ کے اصل پرچے مجھ سے لے کر شائع کرنے کا انتظام کیا ہے۔ جو انشاء اللہ جلسہ سالانہ پر تیار کر دینگے۔ میرے خیال میں یہ مباحثہ ایسے لوگوں کے لیئے جن کو آئے دن غیر احمدی علماء سے گفتگو کرنی پڑتی ہے۔ نہایت مفید ثابت ہوگا۔ کیونکہ اس میں منطقی بحث بھی ہوئی ہے۔ اور عام فہم دلائل بھی کافی دیئے گئے ہیں۔ اور مجھے امید ہے۔ کہ مولوی یامین صاحب چھپائی اور کاغذ کا اچھا انتظام کریں گے۔

جلال الدین شمس از قادیان

اشتہارات

بعدالت جناب اے ایل گارڈن واکر صاحب آئی۔ سی۔ ایس سینئر سب ڈسٹرکٹ جج انچارج لکویڈیشن ورک لاہور

بمعاملہ انڈین کمپنی ایکٹ ۱۹۱۳ء اور امرتسر نیشنل بنک مندرجہ بالا کمپنی کے قرضخواہوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ۱۰ر جنوری ۱۹۲۵ء کو اس سے قبل اپنے نام اور پتے معہ اپنے قرضوں اور مطالبات کے متعلق ضروری تفصیلات اور اگر ان کے کوئی وکیل ہوں۔ تو ان کے نام اور پتے لالہ مدن گوپال ایم اے۔ وکیل ہائی کورٹ لاہور۔ آفیشل لکویڈیٹر آف کمپنی مذکور کے نام بھیج دیں۔ اور اگر آفیشل لکویڈیٹر موصوف کی طرف سے ان کو کوئی تحریری نوٹس پہنچے۔ تو وہ اپنے وکلاء اور پلیڈروں کو ساتھ لے کر تاریخ مقررہ (در نوٹس مذکور) کو لاہور کی ڈسٹرکٹ کچہری میں حاضر ہو جائیں۔ اور اپنے قرضوں اور مطالبات کو ثابت کریں۔ ورنہ خلاف ورزی کرنے والوں کو ایسے قرضوں کے ثبوت سے پہلے اگر کوئی تقسیم ہوئی۔ تو اس کے فوائد سے محروم رہنا پڑے گا۔ صاحب ڈسٹرکٹ جج کی کچہری لاہور میں ایسے قرضوں اور مطالبات کے ثبوت کے لیئے سماعت اور فیصلے کے لیئے ۱۷ر جنوری ۱۹۲۵ء کو ۱۰ بجے کا وقت دیا جائیگا۔ مورخہ ۲۷ر نومبر ۱۹۲۴ء

دستخط۔ اے ایل گارڈن واکر۔ ڈسٹرکٹ جج۔ انچارج لکویڈیشن ورک۔ لاہور

میدان ارتداد کے چشم دید حالات

ایک بہادر جرنیل کی قلم سے

دوستوں کو ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم کا نام بھولا نہ ہوگا۔ جنہوں نے گذشتہ جلسہ میں ملکانہ زبان کے گیت سنا کر احباب کو مسرور کیا تھا۔ آپ اب تک اس میدان میں ایک بہادر جرنیل کی طرح ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ آپ نے میدان ارتداد کے واقعات اور شدھی کے حالات کو نہایت دلچسپ پیرایہ میں لکھا ہے۔ جو انشاء اللہ کتابی صورت میں بہت جلد مکمل ہو کر جلسہ پر احباب کو مل سکیں گے۔ کتاب کی قیمت اور نام کے لئے آئندہ اشاعتوں کا انتظار کریں۔

خاکسار

حکیم مرزا محمد شفیع عمدۃ الحکماء احمدی چھتہ بازار۔ لاہور

اکسیر تسہیل ولادت

کا اشتہار کئی بار الفضل میں شائع ہوا۔ دوستوں نے منگوایا استعمال کیا بے حد مفید پایا۔ چونکہ الفضل کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں اس لئے کچھ عرصہ کے لئے اشتہار بند کر دیا گیا۔ مگر پھر بھی آج تک دوست منگواتے ہیں۔ اس لئے اگر اشتہار نہ بھی نکلے۔ تو دوست منگوا سکتے ہیں۔ احباب نوٹ کر لیں۔ یہ ولادت کے موقعہ پر بہت غمخوار چیز ہے۔ قیمت فی شیشی صرف دو روپے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

مینیجر شفاخانہ۔ دلپذیر۔ سلانوالی (لائن سرگودہا)

قادیان میں مکان بنانیکے خواہشمند احباب

قادیان کی پرانی آبادی اور نئی آبادی میں سکنی اراضی خریدنے کے لئے خاکسار سے خط وکتابت کریں۔ محلہ دارالرحمت کے نقشہ میں بھی چند کنال اراضی کی زیادتی کی گئی ہے۔ لہذا جو احباب اس محلہ میں زمین حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ان کے لئے موقعہ ہے۔ نور ہسپتال کے سامنے بھی کچھ اراضی قابل فروخت ہے

فقط والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان

قادیان میں مکان بنانیوالوں کو خوشخبری

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی ہے۔ کہ بلدہ قادیان بڑھیگا۔ اور دریائے بیاس تک پہنچ جائیگا۔ مہاجرین کی تعداد میں ہر سال ایک معقول ترقی ہو کر یہ پیشگوئی ہمیشہ پوری ہوتی رہتی ہے۔ مولوی فضل الٰہی صاحب ٹھیکہ دار جو عمارت کے کام میں خاص تجربہ رکھتے ہیں۔ چند سالوں سے قادیان میں مقیم ہیں۔ اور انہوں نے کئی احباب کے مکانات بنوائے ہیں۔ مولوی صاحب نہایت کفایت شعاری اور محنت سے کام کرتے ہیں۔ اور ہر طرح سے امین ہیں جو صاحب مکان بنوانا چاہیں۔ انسے قادیان میں ملیں۔ یا خط وکتابت کریں۔

راقم مفتی محمد صادق عفا اللہ عنہ قادیان

ضرورت ہے

(۱) ہر جگہ کے احمدی تاجران کی۔ جو بھوپال میں اپنی تجارت کو فروغ دینا چاہیں (۲) ایسے سرمایہ دار احمدی احباب کی جو کم از کم یکصد روپیہ ایک نفع بخش کام میں لگانا چاہیں

مفصل حالات از:۔ **جنرل سپلائنگ ایجنسی بھوپال**

مختصر ضروری خبریں

ـــــ ہسپانیہ کے کسی اخبار میں خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ پیرس میں حال ہی میں وزیر خارجہ برطانیہ اور وزیر اعظم فرانس کے مابین مراکش کے مسئلہ پر تبادلہ خیالات ہوا۔ اور وہ دونوں ایک خاص فیصلہ پر پہنچ گئے۔ یہ خبر بالکل غلط ہے۔ تبادلہ خیالات ضرور ہوا۔ مگر کوئی خاص نتیجہ مرتب نہیں ہو سکا

ـــــ ہندوستانی معاملات کے متعلق جو برطانوی کمیٹی ہے اس کا جلسہ ۱۰ دسمبر شام کو دارالعوام میں ہونے والا ہے۔ اور توقع کی جاتی ہے۔ کہ بنگال کے جدید جابرانہ قانون کے خلاف اس جلسہ میں صدائے احتجاج بلند کی جاویگی۔

ـــــ بحر الکاہل میں امریکہ کے جنگی جہازوں کی نقلی جنگ ہونے والی ہے۔ جاپان اس جنگ کو بددلی سے دیکھ رہا ہے۔ خصوصاً اس لئے کہ اس پر برطانیہ نے عین اس وقت سنگاپور میں بحری مستقر بنانے کا ارادہ کر لیا ہے۔ جاپان کے اخبارات لکھتے ہیں۔ کہ امریکہ اور انگلستان کا اتحاد ہو گیا۔ وہ جاپان کو گھیر کر اس کی ترقی کو روکنا چاہتے ہیں۔

ـــــ طہران کا ایک پیام مظہر ہے۔ کہ موسیو شومیاسکی روسی بالشویک سفیر ماسکو سے طہران کو واپس آ گیا ہے۔

ـــــ روم ۱۲ دسمبر میزانیہ خارجیہ دار الاعیان میں بحث کے وقت سائنور مسولینی نے کہا۔ کہ جرمنی کو سمونتیس ہم پہنچانا انسانیت کے خلاف اور انصاف سے بالکل بعید ہے۔ اور کہا کہ اس طرح اتحادیوں کو کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے اس امکان کی طرف بھی اشارہ کیا۔ کہ اٹلی کی جانب سے یہ مطالبہ کیا جائیگا۔ کہ اسپا کانفرنس کے بموجب اٹلی کو جرمنی سے جو تاوان جنگ دلایا گیا ہے۔ اس میں اضافہ کیا جاوے۔

ـــــ جن شرائط پر برطانیہ عظمےٰ نے اپنا قرضہ جمہوریہ امریکہ سے طے کیا ہے۔ انہی شرائط پر ریاست پولینڈ نے منظور کیا ہے۔ کہ وہ ۴۵ لاکھ پونڈ کا برطانوی قرضہ ادا کر دیگی قرضہ جات کی کفالت سرکاری مال وملکیت سے نہ ہوگی۔

ـــــ جرمن کابینہ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اگلے ہفتہ کے آغاز میں مستعفی ہو جائے۔ ہیر مارکس نے ایک ملاقات میں یہ خیال ظاہر کیا۔ کہ جدید ریشتاغ کے اراکین کی نوعیت سے یہ اندازہ ہوتا ہے۔ کہ جرمنی کی خارجی پالیسی میں کوئی تغیر نہ ہوگا۔

سنا گیا ہے۔ کہ شمالی اور مشرقی البانیہ میں بغاوت شروع ہو گئی۔ اور صورت حال نازک خیال کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر مارکس نے جرمن وزارت مرتب کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اب ہر ایبرٹ یا ہر سٹراسمان وزارت مرتب کرینگے

لندن پیرس اور روما سے جرمن سفیر بلوائے گئے ہیں۔ تا وہ بتائیں کہ جرمنی کی وزارت کی ساخت کے متعلق۔ برطانیہ۔ اٹلی اور فرانس کی رائے کیا ہے۔

ـــــ جدہ کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابن سعود مکہ میں قیام فرما ہیں۔ لیکن یہ امر مشتبہ ہے۔ کہ وہ جدہ سے امیر علی کو نکالنے کے لئے کیا تدابیر عمل میں لاوینگے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ جدہ پر حملہ کر کے امیر علی کو وہاں سے نکال دینگے۔

ـــــ سنا گیا ہے۔ وزیر اعظم فرانس بیمار ہے۔ ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ وہ دس دن کے اندر تندرست ہو جائیگا۔ لیکن وہ وزارت کا کام عرصہ تک نہیں سنبھال سکتا۔ اور چونکہ فرانس کے روبرو اہم بین الاقوامی مسائل پیش ہونے والے ہیں۔ لہذا وزیر اعظم مجبور ہے کہ استعفےٰ دیدے۔

ـــــ تمام بنگال کے معزول شدہ وزراء کی کانفرنس ۲۶ اور ۲۷ دسمبر کو ڈھاکہ میں ہوگی۔ سر دیوا پرشاد۔ سرواد ھیکاری صدر ہونگے۔

ـــــ ہندو مہاسبھا جو ۲۷ دسمبر کو بلگام میں منعقد ہونے والی ہے۔ اس کے صدر مدن موہن مالوی جی مقرر ہوئے ہیں۔

ـــــ تبت کی سپاہ کا سالار اعظم سوانگ شیپ کارپانگ ۱۲ دسمبر دارجلنگ پہنچ گیا ہے۔ اور جنرل لیڈن لا کے ہاں مقیم ہے۔ دارجلنگ میں اس کا بڑے شاندار طور پر استقبال کیا گیا۔

ـــــ سنا گیا ہے۔ کہ بھائی پھیرو میں جو اکالی جتھے جا رہے ہیں۔ ان کے دوران میں اب تک پچیس ہزار گرفتاریاں عمل میں آ چکی ہیں۔

ـــــ یکم مارچ ۱۹۲۵ء سے لاہور میں ٹرمینل ٹیکس لگانے کی حکومت پنجاب نے اجازت دیدی ہے۔

ـــــ سنا گیا ہے۔ کہ گاندھی جی ۱۴ دسمبر سے ۱۸ دسمبر تک مون برت رکھکر بلگام کانگریس کے لئے اپنا خطبہ صدارت لکھیں گے۔

ـــــ لکھنؤ یونیورسٹی کا جلسہ تقسیم اسناد ۱۵ دسمبر کو ہز ایکسلینسی گورنر ممالک متحدہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اور لکھنؤ یونیورسٹی میں یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ ایک مسلمان پردہ نشین عورت مسمات نور جہاں یوسف نے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔

ـــــ سنا گیا ہے۔ کہ ملک برما سے ایک اکالی جتھہ جیتو کی طرف روانہ ہونے والا ہے۔

امرت سر میں پلیگ پھر نمودار ہو گیا ہے۔ اسوقت تک ۲۵۷ کیس ہو چکے ہیں۔ جن میں سے ڈیڑھ سو اموات ہوئیں۔